بفیضِ روحانی۔ تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت سرکار حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مسمّیٰ بنام تاریخی مُشعرِ سالِ تصنیف

تجانب اھل السنۃ
عن
اھل الفتنۃ

ملقّب بلقب تاریخی مُشعرِ سالِ تکمیل

اجتناب اھل السنۃ عن اھل الفتنۃ

۱۳ ھ ۶۱

تصنیف لطیف

ناصرِ سنیت کاسر لامذہبیت مناظرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد طیّب صاحب صدیقی قادری برکاتی داناپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

ناشِر

مدرسہ گلشن رضا۔ کولمبی۔ ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

نام کتاب — تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ

ملقب بلقب تاریخی اجتناب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ

مصنف — ناصر سنیت کاسر لامذہبیت فاضل نوجوان مولانا ابو الطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی دانا پوری علیہ الرحمۃ والرضوان

بسعیِ جمیل — عبدالصمد قادری رضوی اورنگ آبادی مدرسہ گلشن رضا کوبلی، ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر

پروف ریڈنگ۔ حضرت مولانا محمد اسلم صاحب صدیقی اور حضرت مولانا محمد اسلام صاحب مصباحی استاذ ادارہ ہذا۔

ناشر — مدرسہ گلشن رضا کوبلی۔ ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر

طبع چہارم — ماہ صفر ۱۴۲۸ھ مطابق مارچ ۲۰۰۷ء

تعداد — ایک ہزار

کتابت — نیاز احمد نوری ہرکشنوی ثم اترولوی

ملنے کے پتے

۱۔ کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

۲۔ فاروقیہ بک ڈپو ۴۲۲ " " " " " "

۳۔ رضوی کتاب گھر ۴۲۳ " " " " " "

۴۔ مکتبہ نعیمیہ ۴۲۲ " " " " " "

۵۔ قادری کتاب گھر۔ اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف یوپی۔

۶۔ اپنا نوری بکڈپو نزد الجامعۃ الغوثیہ اترولہ۔ ضلع بلرام پور۔ یوپی۔

۸۶ / ۹۲

عرض ناشر

یہ کتاب تلمیذ رشید حضور شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد طیب صاحب قبلہ صدیقی قادری برکاتی داناپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف لطیف ہے جس میں یہ مبارک فتویٰ نافع تقویٰ، دافع بلویٰ، قاطع طغویٰ مسلمان کہلانے والوں میں جو لوگ نجدیت، وہابیت، دیوبندیت رافضیت، قادیانیت، چکڑالویت و نیچریت، آغا خانیت، احراریت لیگیت و خاکساریت، بہائیت، کرشنیت و صلح کلیت وغیرہا کفری بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں ان کو قرآنی ایمانی نسخہ شفا دینے والا بیمار دلوں اور مریض روحوں کو وننزل من القرآن ما ھو شفاء کی یقینی طور پر صحت بخشنے والی دوائیں پلانے والا جن بندگان خدا نے اس کی تعلیم فرمائی ان کی تدابیر حفظان صحت پر بتوفیقہٖ تعالیٰ جو عمل کریں ان کو قطعی طور پر ان کفری بیماریوں سے کامل نجات دلانے والا مسلمانان اہلسنت کو امراض کفریہ سے بعونہٖ تعالیٰ ثم بعون حبیبہٖ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بچانے والا عظیم شاہکار تجانب اھل السنۃ عن اہل الفتنۃ جس پر مظہر اعلیٰ حضرت سلطان المناظرین حضرت علامہ شاہ محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی پیلی بھیتی و دیگر اکابر اہلسنت کی تصدیقات ثبت ہیں۔

راقم کے علم کے مطابق پہلی بار یہ کتاب مصنف علیہ الرحمۃ کی زندگی میں طبع ہوئی۔ تقریباً عرصہ ۲۵/۳۰ سال کے بعد ۲۳ صفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۸۹ء محترم جناب شفیق احمد بھائی حشمتی نے ۱۲۲/۱۰۱ کرنیل گنج کانپور سے شائع کروایا۔ پھر ۸/۹ سال کے بعد ذی القعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۹۸ء میں الحاج احمد عمر ڈوسا صاحب حشمتی مرحوم ممبئی نے ماہنامہ سنی آواز ناگپور کی جانب سے شائع کرواکر تقسیم فرمایا۔ اب ادھر یکے بعد دیگرے اکابر اہلسنت کے رخصت ہو جانے کے بعد فرقہائے باطلہ بالخصوص نجدیہ، وہابیہ، غیر مقلدیہ تبلیغیہ، مودودیہ، ندویہ اور صلح کلیہ وغیرہم پوری قوت کے ساتھ میدان میں آکر سادہ لوح مسلمانوں کو دامِ تزویر میں پھانس رہے ہیں اور ان کا دین و ایمان لوٹ رہے ہیں اور اہلسنت وجماعت کی مساجد اور مدارس و مکاتب پر قبضہ جماکر نجدیت، وہابیت اور دیوبندیت کے سبق پڑھا رہے ہیں ایسے نازک زمانے میں ان فرقہائے باطلہ کی قلعی کھولنے کے لیے تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری مدظلہ العالی کے مشورے کے بعد چوتھی بار بحمدہٖ تعالیٰ فقیر قادری صوبۂ مہاراشٹر کے مشہور ادارہ مدرسہ گلشن رضا کوملی ناندیڑ کی جانب سے عمدہ کتابتِ جدید سے مزین کرکے منظر عام پر لا رہا ہے۔

مولائے کریم اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور ادارہ ہٰذا کو روز افزوں ترقی بخشے اور زیادہ سے زیادہ دین حق یعنی مسلک اعلیحضرت

کی ترویج و اشاعت میں حصہ لینے کی توفیق مرحمت فرمائے اور جملہ معاونین کو اجر جزیل اور جزائے جمیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر عبد الصمد قادری رضوی مدرسہ گلشن رضا کولمبی
۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۷ اگست ۲۰۰۶ء
دوشنبہ مبارکہ۔

ڈاکٹر محمد اقبال کے متعلق شرعی حکم

یہ کتاب آج سے تقریباً ۶۶ سال قبل کی تصنیف ہے۔ حضرت مصنف کتاب علیہ الرحمۃ نے ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے خلافِ شرع اشعار و احوال کے مطابق حکم لگایا تھا۔ مگر راقم نے ربیع النور ۱۴۰۱ھ میں رضوی دار الافتاء بریلی شریف میں اقبال کے خلاف شرع شعر کا ایک مصرعہ "مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا" لکھ کر حکمِ شرعی معلوم کیا تو حضرت مولانا محمد اعظم صاحب مفتی رضوی دار الافتاء بریلی شریف نے مصرعہ مذکورہ بالا کو کفری قول قرار دیا اور قائل کے بارے میں تحریر کیا۔ میں نے حضور مفتی اعظم ہند (حضرت مولانا شاہ مصطفٰی رضا خاں بریلوی) سے ڈاکٹر اقبال کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔ بیشک اقبال سے خلافِ شرع امور کا صدور ہوا ہے۔ کفریات تک اس سے صادر ہوئے ہیں۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ و بے ادب نہیں تھا۔ بے شک اس سے اس کی جہالت کی بنا پر کفر تک پہونچانے والی غلطیاں ہوئی ہیں۔ مگر آخری وقت میں

بالِ جبریل کے صفحہ ۲۱۱ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت خوانی میں مسلمانوں کو اپنا یہ قصیدہ سُناتے ہیں۔ ؎

حاضر ہوا میں شیخ مجدّد کی لحد پر!!
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے!
جس کے نفَسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار!
وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

ہم نے اپنے اس فتوے میں تقریباً ایک مسئلے پر خود حضرت شیخ مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ الصمدانی ہی کے نصوص قاہرہ پیش کئے ہیں۔ واللہ ولی الہدایۃ

صلح کلی فرقے کے وہ لوگ جو مسلمانوں کے مولوی بن گئے ہیں جو حقیقۃً جاہل ہیں یا پڑھ لکھ کر بحکم اضلہ اللہ علیٰ علم جاہل بن گئے ہیں وہ اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو یوں بہلاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کافروں پر بھی مہربان تھے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے تو[1] آپنے کسی دشمن کو بھی برا نہیں کہا پھر ہم کیوں کسی کو برا کہیں۔ قرآن نے تو فرمایا ہے کہ کافروں سے کہہ دو ولکم دینکم ولی دین یعنی تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین اور یہ کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں پھر ہم کسی کا رد کر کے کسی کو کافر بدمذہب کہہ کر دین کے بارے میں خواہ مخواہ اس سے کیوں جھگڑا کریں کسی کے ساتھ

---

[1] کبھی کافر کو بھی کافر نہیں کہا اور بھائی بات بھی یہی ہے کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیئے شاید وہ کسی وقت مسلمان ہو جائے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے تو

ـے یا مرتد ہو جائیں گے۔ اور اگر قبول

خاموش رہیں گے تو اگرچہ ان

اتھا۔ لہٰذا بحکم حدیث ملعون

انھیں کے ساتھ ایک

ائد کفر وضلال پر ردّو

ہ گالی گلوچ گرفتاری

امن وامان

بث کریم و

سے قطعًا

مُوافق

قبول کریں گے تو خود بھی بدمذہب

بت وضلالت پر ردّ وطرد کرنے سے

کرنا ان کی قدرت واستطاعت میں

م انکم اذا مثلھم قیامت کے دن

گے اور اگر ان کے جلسوں میں ان کے عق

ستعمال ہوگا۔ لڑائی جھگڑے کے واقعے مارپیٹ

تے رونما ہوں گے تو دین وایمان کی حفاظت

ات فتنہ وفساد کا انسداد اسی میں منحصر کہ بحکم حد

تمام بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں۔

ان کی صحبت ومحبت سے بالکلیہ پرہیز کریں۔ واللہ

ش واعظوں سے کون کہے کہ آیت کریمہ ادع الی سبیر

لحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن میں ہرگز ایسی

سی کا مفہوم قلب وزبان کا باہم اختلاف اور مکروفریب

ہیں۔ آیت کریمہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ اپنے رب کی راہ کی

ت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب

کم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کردے

ہیات مراد ہیں۔ بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ

سے بلائیں۔ مضبوط دلیلیں جو حق کو واضح اور

ا جانے سے پرہیز کرنا تو ان کی قدرت واستطاعت

خواہ وہ کیسا ہی ہو۔ غلظت و شدت کرنا خلق عظیم کے خلاف اور بد خلقی ہے۔ ان صلح کلی واعظوں میں جو سب سے ہلکے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن نے تو فرمایا ہے۔ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم با لتی هی احسن۔ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے پر مجادلہ کر جو بہترین ہو۔

کسی فرقے کے عقائد کفریہ کا کھلم کھلا ردّ و ابطال کرنے سے لوگ مشتعل ہو جاتے ہیں ان کو نرمی و آشتی کے ساتھ سمجھا بجھا کر سچائی کی طرف پالیسی کے ساتھ لانا چاہیئے۔ اب ان شیاطین خرس سے کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔ پھر ایک سُنّی عالم دین نیابت رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسند پر بیٹھ کر کیوں کر گالیاں بکے گا۔ کس طرح مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کرے گا۔ ان ھذا الا البهتان عظیم یہ تو کھلا ہوا بہتان عظیم ہی ہے۔ حق گو حضرات علمائے اہلسنّت کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں ملحدوں کے ناپاک اقوال کفریہ کی شناخت و خباثت خوب اچھی طرح اصول شریعت مطہرہ کی روشنی میں دکھا دیتے ہیں اور ان قائلین پر حکم شرعی صاف صاف سُنا دیتے ہیں اور طبیب کا فرض منصبی یہی ہے کہ وہ مریض کو اس کا اصل مرض صاف صاف بتا دے تاکہ وہ اپنے مرض کے علاج کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جائے۔ بد قسمتی اس بیمار کی جو اپنے شفیق و مہربان معالج کی تشخیص و تجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بدلے الٹا اس پر مشتعل ہو جائے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ

عوام اہلسنّت اگر بد مذہبوں لامذہبوں بد دینوں بے دینوں کی صحبتوں میں بیٹھیں گے ان کے جلسوں میں شریک ہوں گے ان کی تقریریں سنیں گے۔ تو اگر معاذ اللہ

بے دینوں کے شبہات کو زائل کر دیں۔ بد مذہبی و بے دینی سے توبہ کر لینے پر رحمتِ الٰہیہ اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سُنانا اور کفر و ضلالت سے توبہ نہ کرنے پر قہر الٰہی اور عذاب دوزخ سے ڈرانا یا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نشانیوں اور دلائل کو پیش کر کے بلانا اس کو پالیسی یا کفار و مرتدین کے ساتھ لینت اور مداہنت سے کیا علاقہ؟ اس آیت کریمہ کا خلاصۂ ارشاد تو یہ ہوا کہ روشن و مضبوط دلائل و براہین کے ساتھ کھلم کھلا احقاقِ حق و ابطالِ باطل کرو اور اگر بالفرض کسی تفسیر کی بنا پر اس آیت کریمہ سے کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ لینت و نرمی نکلتی بھی ہو تو اس تفسیر پر یہ آیت کریمہ آیات سیف و غلظت سے منسوخ ہو گئی کما صرح بہ ائمۃ التفسیر۔

ان گونگے شیطانوں کو کون سمجھائے کہ مسلمانوں کو کافروں سے لکم دینکم ولی دین ۰ کہنے کا حکم آیاتِ قتال و شدت سے منسوخ ہو چکا اور انہیں آیات مبارکہ نے بتا دیا کہ لا اکراہ فی الدین کا ارشاد جس مدت کے لئے تھا اور مدت بھی مقتضی ہو گئی اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب جل جلالہٗ کے عطا فرمائے ہوئے علم محیط ما کان و ما یکون سے جانتے تھے کہ فلاں کافر سے یہ نرمی کی جائے گی تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔ فلاں کافر کے ساتھ لینت برتی جائے گی تو وہ اسلام لے آئے گا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے علم اقدس کے مطابق بحکم الٰہی انہیں کافروں کے ساتھ لینت و رفق و ملاطفت برتتے جو اس طرح مشرف بہ اسلام ہو جانے والے ہوتے۔ عامۂ علمائے اہلسنت کو تو یہ علم غیب نہیں ان کے لئے یہی حکم شرعی ہے کہ جن کو دیکھیں کہ شبہات میں معاذ اللہ مبتلا ہیں ان کے شبہات رفق و نرمی کے ساتھ زائل کرنے کی سعی کریں جن لوگوں کو غلط فہمی یا نافہمی یا ناواقفی کے سبب مذہبِ اہلسنت سے بھٹکتا ہوا دیکھیں ان کو

مہربانی و آشتی کے ساتھ سمجھائیں۔ ان کی غلط فہمی و نافہمی و ناواقفی دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن بدمذہبوں بے دینوں کو معاند اور ہٹ دھرم پائیں ان کے کفر و ضلال پر حسب وسعت و بقدر قدرت پوری طرح شدت و غلظت کے ساتھ ردّ و طرد فرمائیں۔ ان کے بدمذہب بے دین گمراہ کافر ہونے ان کے ساتھ میل جول نشست و برخاست کھانے پینے بیاہ شادی ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازے پر نماز پڑھنے کو حرام و گناہ و ناجائز ہونے کے احکام شرعیہ صاف صاف کھلے الفاظ میں لوگوں کو سنائیں تاکہ توفیق الٰہی جن کی مساعدت فرمائے وہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے ان کے جلسوں میں جانے سے باز آئیں اور یوں اپنے پیارے دین اسلام اپنے سچے مذہب اہلسنت کو بدمذہبی و بے دینی کے پھندوں میں پھنسنے سے بچائیں۔ عام طور پر یہ کہنا بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء ہے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی اپنے کسی دشمن کو برا نہیں کہا۔ احادیث شریفہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہا اپنے دشمنوں کے ہلاک و خراب و برباد ہونے کی پاک مبارک دعائیں اپنے چاہنے والے اپنے ناز اٹھانے والے رب بے نیاز جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کی ہیں اور دیکھنے والوں نے ان کے مستجاب ہونے کی ظاہر تجلیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہٗ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ نمبر ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔ آں سرور دین و دنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام در بعضے ادعیۂ خود اہل شرک را بایں عبارت نفریں فرمودہ اند۔ اللھم شتت شملھم و فرق جمعھم و خرب بنیانھم و اخذھم

اخذ عزیز مقتدر (یعنی حضور سرور دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بعض دعاؤں میں مشرکوں پر ان الفاظ سے نفرین فرمائی ہے کہ اے اللہ ان کے جتھے کو توڑ دے ان کی جماعت کو منتشر کر دے ان کی بنیاد کو ویران کر دے۔ اور ان کو عزت و قدرت والے کی پکڑ میں گرفتار فرما لے۔

اور اگر بالفرض ایسا ہی ہوا ہو تو ہمیں قرآن عظیم بتاتا ہے کہ اے اللہ واحد قہار جل جلالہ اپنے محبوب جمیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو برا کہنے سے ہرگز خاموش نہ رہا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو ابتر کہا ان شانئك هو الابتر کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو ہر وقت ہانپنے والے کتے کے ساتھ تشبیہ دی فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی تمثیل کتابیں لادنے والے گدھے کے ساتھ بیان فرمائی کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ تبا لك سائر الیوم کہنے والے کی مذمت و فضیحت بیان فرمانے کے لئے پوری سورت مبارکہ تبت یدا ابی لهب نازل فرمایا۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مجنون کہنے والے کے دس قبائح و فضائح بیان فرما دیئے منجملہ ان کے اس کو ولد الزنا بھی فرما دیا۔ اس کو سوئر بھی بتا دیا۔ بعد ذٰلك زنیم۔ اور سنسمه علی الخرطوم ۰ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مخالفوں کو چمار بھنگی الو گدھے کتے سوئر سے غرض دنیا بھر کے ہر ایک ذلیل

ور ذلیل سے بھی ذلیل تر ور ذلیل تر بتایا۔ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئك فی الاذلین ۰ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان نہ لانے والوں کو کنکر پتھر پیشاب اور لید اور گوبر سے بلکہ دنیا بھر کی ہر ایک چیز سے بھی بدتر فرمایا۔ اولئك هم شر البریۃ۔ تو صلح کلی واعظوں کے کہنے کے مطابق سنت نبویہ تو یہ ٹھہری کہ اپنے کسی دشمن کو بھی برا نہ کہیں لیکن قرآن عظیم نے سنت الہیہ یہ بتائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن کی مذمت اس کی برائی بیان کرنے سے ہرگز خاموش نہ رہا جائے۔ تو اب واعظوں مولویوں پر لازم ہوا کہ جو کسی دنیوی مخالفت یا ذاتی مخاصمت کی بنا پر خود ان کے دشمن ہوں ان کو کبھی ہرگز برا نہ کہیں لیکن جن خبثا کو حضور آقائے اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن پائیں ان کی برائیاں بیان کرنے سے حتی الوسع ہرگز دریغ نہ کریں۔ وللہ الحجۃ القاھرۃ۔

ان صلح کلی واعظوں کو کون سوجھائے کہ یہ کہنا تو معاذ اللہ کفر تک پہنچتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی فرماتے ہیں جو ان کے رب جل جلالہ کی جانب سے ان کو وحی کی جاتی ہے اور خود قرآن عظیم فرماتا ہے۔ قل یایھا الکفرون ۰ لا اعبد ما تعبدون ۰ ولا انتم عبدون ما اعبد ۰ اے محبوب تم فرما دو کہ اے کافرو تمہارے معبودوں کی پوجا میں نہیں کرتا۔ اور نہ تم میرے معبود کی پوجا کرتے ہو۔ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ کافروں کو یہ کہہ کر پکارو کہ اے کافرو! یعنی کافروں کو کافر کہہ کر مخاطب کر کے ان کو یہ بات سنادو۔ بعض ایسے لوگوں نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے کلمہ پڑھتے تھے صرف اتنا کہا تھا کہ

یحدثنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان ناقۃ فلان بواد کذا وکذا وما یدریہ بالغیب یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے یوں کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے ان کو غیب کی کیا خبر؟ اس پر اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن ۰ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم یعنی اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو گے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل کر رہے تھے۔ اے محبوب تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ بے شک تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہیں ان پر یہ فتویٰ دے دو کہ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے۔ تو صلح کلی واعظوں کے اس ناپاک مقولے کا یہ مطلب ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہو جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہوں ان پر کافر ہو جانے کا فتویٰ دو۔ مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ اللہ حکم الٰہی پر عمل نہ کیا اور کسی کافر کو کافر بھی نہ کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حق کے ان دشمنوں باطل کے ان دوستوں کو کون دکھائے کہ یہ کہنا کہ کافر کو کافر مت کہو۔ شاید وہ کبھی مسلمان ہو جائے شرعاً ایسا بدیہی البطلان ہے جس کا بطلان ہر مسلمان پر واضح وعیاں ہے۔ کافر کو بحکم شرع اسی وقت تک کافر کہا جائے گا جب تک وہ کافر ہے اور جب بتوفیق اللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہو جائے گا اس وقت اس کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ مسلمان کو اسی وقت تک مسلمان کہیں گے جب تک وہ مسلمان

ہے۔ اور جس وقت کوئی مسلمان معاذ اللہ کافر ہو جائے گا اس وقت اس کو کافر مرتد کہیں گے۔ ان صلح کلی واعظوں کی اس نجس قول کا مطلب تو یہ ٹھہرا کہ مسلمان کو مسلمان مت کہو شاید وہ کبھی معاذ اللہ کافر ہو جائے۔ شربت انگور کو شربت انگور نہ کہو شاید کبھی مسکر ہو کر شراب بن جائے۔ شراب کو شراب نہ کہو شاید کسی وقت سرکہ ہو جائے۔ سوئر کو سوئر مت کہو شاید کسی وقت کان نمک میں جا کر نمک بن جائے۔ حتی کہ بیوی کو بیوی مت کہو شاید کسی وقت طلاق دے بیٹھو اور وہ تمہارے لئے بالکل اجنبیہ ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

احقاق حق و ابطال باطل کرنا، جھگڑا کرنا نہیں۔ بلکہ حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ فرماتا ہے رب کریم جل جلالہ۔ فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین ؁ یعنی جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے اسے کھلم کھلا دو ٹوک سنا دو۔ اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔ صلح کلی واعظوں کے اس ناپاک جملے کا یہ مطلب ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معاذ اللہ جھگڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضور اقدس صاحب الخلق الجمیل والخلق العظیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم فرماتے ہیں ادبنی ربی فاحسن تادیبی وعلمنی ربی فاحسن تعلیمی یعنی مجھ کو میرے رب نے آداب سکھائے تو اچھی طرح آداب سکھائے اور میرے رب نے مجھ کو علوم تعلیم فرمائے تو اچھی طرح مجھ کو علوم تعلیم فرمائے۔ حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کان خلقہ القرآن یعنی حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خلق قرآن عظیم تھا۔ اور قرآن عظیم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کفار و منافقین کے ساتھ اس خلق کا حکم دیا کہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم

یعنی اے غیب کی خبر دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر سختی فرمائیے۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلق عظیم کے خلاف تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صحابۂ کرام علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے فضائل میں ارشاد فرماتا ہے۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنی وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان ہیں۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو سن کر معاذ اللہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بد خلق بتائے گا؟ اللہ عزوجل اپنے محبین محبوبین کی مدح وثنا فرماتا ہے۔ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین ط یعنی وہ ایمان والوں پر نرم کافروں پر سخت ہیں۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبین ومحبوبین معاذ اللہ بد خلق ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ یعنی اے ایمان والو! جو کفار تم سے نزدیک ہیں ان پر جہاد کرو۔ اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔ جہاد وقتال کے احکام تو اصحاب فوج وارباب سطوت سلاطین اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہیں کہ اسی کی استطاعت صرف انھیں کو ہے مگر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت وشدت کرنا تو ہر مسلمان پر بقدر قدرت وحسب استطاعت فرض ہے۔ اس کا مفصل بیان استاذی المعظم مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی مجددی لکھنوی ادام اللہ تعالیٰ فیوضہم و برکاتہم علینا وعلیٰ سائر المسلمین قائمۃ کے رسالۂ مبارکہ مسمّٰی بنام تاریخی راز سیر کمیٹی

۱۳ ھ ۵۸

میں ملاحظہ ہو۔ کیا صلح کلی واعظ اس آیت کو بھی سن کر یہی کہے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان والوں کو بد خلقی کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

خدا ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کا برتاؤ کرنے والے سنی نما صلح کلی واعظوں کو کون بتائے کہ کفار و منافقین و مرتدین و مبتدعین کے ساتھ (علیٰ حسب مراتبھم فی الکفر والضلال) شدت وغلظت کا برتاؤ کرنا ہی خلق محمدی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم یہی خلق عظیم ہے۔ اسی کی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں تعلیم ہے جس طرح ایمان والوں کا آپس میں مہربان نہ ہونا خلق عظیم کے خلاف ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر بقدرِ قدرت وحسب استطاعت ووسعت غلظت وشدت سے برتاؤ نہ کرنا بھی خلق عظیم کے خلاف ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضرت اسد السنۃ ضرغام الملۃ حامی سنیت ماحی لامذہبیت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ وصاف الحبیب ابوالنظر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامت برکاتہم خطیب جامع مسجد ومفتی اعظم ریاست پٹیالہ (پنجاب) کے رسالۂ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی اربعین شدت میں ملاحظہ ہو۔ خود حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب ۱۹۳ کے صفحہ ۱۶۵ پر اپنے خلیفہ ومتوسل سید شیخ فرید علیہ الرحمۃ کو تحریر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ حبیب خود را علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام می فرماید۔ یاایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم پس پیغمبر خود را

کہ موصوف بخلق عظیم ست بجہاد کفار و غلظت بایشاں امر فرمود۔ معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخل خلق عظیم ست۔ پس عزت اسلام در خواری کفر و اہل کفر ست کسے کہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت۔ عزیز داشتن عبارت ازاں نیست کہ البتہ ایشاں را تعظیم کنند و بالانشانند در مجلس خود جائے دادن و با ایشاں مصاحبت نمودن و میزبانی کردنِ ایشاں داخل اعزاز ست۔ در رنگِ سگانِ ایشاں را دور باید داشت و اگر غرضے از اغراض دنیوی بایشاں مربوط باشد و بے ایشاں میسر نہ شود شیوۂ بے اعتباری را مرعیٰ داشتہ بقدرِ ضرورت بایشاں باید پرداخت۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجیے اور ان پر شدت فرمائیے۔ تو اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت برتنا خلق عظیم میں داخل ہے۔ تو اسلام کی عزت کفار کی رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو عزت دی۔ اس نے اہلِ اسلام کو ذلیل کیا۔ عزت دینے کے معنی صرف یہی نہیں کہ ان کی تعظیم ضرور ہی کریں اور ان کو اونچی جگہ پر بٹھائیں۔ بلکہ اپنی مجلسوں میں ان کو جگہ دینا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کی مہمانی کرنا بھی عزت دینے ہی میں داخل ہے۔ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہئے۔ اور اگر دنیوی غرضوں میں سے کوئی غرض ان سے متعلق ہو اور بغیر ان کے

حاصل نہ ہو تو ان پر اعتبار و اعتماد قطعاً نہ کرتے ہوئے بقدرِ ضرورت ان سے برتاؤ کریں۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اپنے انہیں خلیفہ سید شیخ فریدالدین علیہ الرحمۃ کے نام اپنے مکتوب ۵۴ مکتوبات جلد اوّل میں صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں۔

اجتناب از صحبت مبتدع لازم است و ضرر صحبت مبتدع فوق ضرر صحبت کافر است۔ یعنی مسلمان کہلانے والے بدمذہب کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو بدمذہب مسلمان کہلاتا ہو اس کی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت ضرر سے بڑھ کر ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الربانی اپنے انہیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمۃ کے نام مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

ہر قدر کہ اہل کفر را عزت باشد ذلت اسلام ہماں قدر است۔ ایں سر رشتہ را نیک باید نگاہ داشت و اکثر مردم ایں سر رشتہ را گم کردہ اند و از شومی آں دیں را برباد دادہ قال اللہ تعالیٰ سبحانہٗ و تعالیٰ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم جہاد با کفار و غلظت برایشاں از ضروریات دین ست۔ یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کی جس قدر عزت کی جائے گی اسی قدر اسلام کی ذلت ہے۔ جس سر رشتے کو خوب محفوظ رکھنا چاہئے۔ اکثر لوگوں نے اس سر رشتہ کو گم کر دیا ہے اور اسی کو گم کر دینے کی نحوست کے سبب دین کو برباد کر دیا ہے۔ اللہ عزّ و جل فرماتا ہے اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد اور ان پر سختی کیجئے (اصحاب فوج و سطوت سلاطین اسلام) کو کفار کے مقابلے جہاد کرنا اور مسلمانوں کو ان پر سختی کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۶۹ میں جو اپنے متوسل و مرید مرتضیٰ خاں کو تحریر فرمایا۔ صفحہ ۲۳۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

ہر کسے را در دل تمنائے امرے ست از امور و تمنائے ایں فقیر شدت نمودن ست بدشمنانِ خدا جل و علا و دشمنانِ پیغمبر او علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات و اہانت رسانیدن ست باین بے دولتان و خوار دانستن ایشان را و آلہۂ باطلہ ایشاں را و یقیں می دانند کہ ہیچ عملے نزد حق جل جلالہٗ ازیں عمل مرضی تر نیست۔ یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے اور میرے دل کی آرزو یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں پر سختی و شدت کی جائے اور ان بدنصیبوں کو ذلت پہنچائی جائے اور ان کو اور ان کے جھوٹے معبودوں کو رسوا کیا جائے۔ آپ یقین جانیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی اور عمل نہیں ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اول کے اسی مکتوب ۱۶۳ میں صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہ در کلام مجید خود اہل کفر را دشمن پیغمبر خود فرمودہ است پس اختلاط و مؤانست باایں دشمنانِ خدا و رسول او از اعظم جنایات ست اقل ضرر در مصاحبت و مؤانست ایں دشمناں آنست کہ قدرت اجرائے احکام شرعی و رفع رسوم کفری زبون میگردد و حیائے مؤانست مانع آں می آید و ایں ضرر بسیار عظیم ست و دوستی و الفت با دشمنانِ خدا و با دشمنانِ پیغمبر او منجر بدشمنی خدائے عزوجل و بدشمنی پیغمبر او علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام می شود۔ شخصے گمان می کند کہ او از اہلِ اسلام ست و تصدیق و ایمان باللہ و رسولہٖ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دارد امانمی داند کہ ایں قسم اعمالِ شنیعہ اسلام اورا پاک و صاف می برد۔ یعنی اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں کفر کرنے والوں کو اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دشمن فرمایا ہے۔ تو اللہ ورسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ان دشمنوں کے ساتھ میل جول اور گھال میل سب سے بدتر گناہوں میں سے ہے۔ ان کی صحبتوں بیٹھنے، ان کے ساتھ گھال میل رکھنے کا کم سے کم ضرر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے حکموں کو جاری اور کفر کے رسموں کو زائل کرنے کی قدرت کمزور ہو جاتی ہے۔ اور میل جول کی شرم اس سے مانع ہوتی ہے اور یہ بہت بڑا ضرر ہے۔ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ الفت ودوستی خود اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عداوت ودشمنی تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر سچائی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے لیکن اسے خبر نہیں کہ اس کے اس قسم کے بڑے کام (یعنی اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ برادرانے یارانے دوستانے) اس کے اسلام کو بالکل تباہ وبرباد کردیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اوّل کے مکتوب ۲۶۶ میں صفحہ ۳۲۳ پر جو خواجہ عبد اللہ وخواجہ عبید اللہ علیہما الرحمۃ کے نام لکھا، فرماتے ہیں۔

مجرّد تفوہ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما

علم مجیئہ من الدین ضرورۃً باید و تبری از کفر و کافری نیز در کار ست تا اسلام صورت بندد و دونہ خرط القتاد یعنی زبان سے خالی کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے۔ اور کفر و کفار سے بیزاری بھی لازم ہے تو اسلام حاصل ہوگا۔ بغیر اس کے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ میں فرماتے ہیں۔

ایمان عبارت از تصدیق قلبی است بآنچہ از دین بطریق ضرورت و تواتر بما رسیدہ است و اقرار لسان نیز رکن ایمان گفتہ اند کہ احتمال سقوط دارد، علامت ایں تصدیق تبری ست از کفر و بیزاری از کافری و آنچہ در کافری ست از خصائص و لوازم آں ہمچناں بستن زنار و مثل آں۔ و اگر عیاذاً باللہ سبحنہ با دعوائے ایں تصدیق تبرا از کفر نہ نماید مصدق و مبین ست کہ بداغ ارتداد متسم ست و فی الحقیقۃ حکم او حکم منافق است لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء پس در تحقیق ایمان از تبری کفر چارہ نبود۔ یعنی ایمان ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے۔ جو ضرورت اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور زبان سے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علماء نے ایمان کا رکن بتایا ہے۔ جو بوقتِ اکراہِ شرعی ساقط ہو جاتا ہے۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے تبرّی و بیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین و مذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو جیسے زنار باندھنا اور اس کے سوا اور شعائرِ کفر۔ اور اگر معاذ اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبرّی نہ کرے تو اس بات کا سچائی کے ساتھ کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے

کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغ دار ہے اور درحقیقت اس کا حکم منافق کا حکم ہے۔ کہ نہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے۔ تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کے لیے کفر کی باتوں سے تبری و بیزاری لازم ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی اپنے اسی مکتوب میں ص۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔

محبت خدائے عزوجل ومحبت رسول او علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتحیات بے دشمنی دشمنان او صورت نہ بندد۔ ع

تولا بے تبرا نیست ممکن۔ ایں جا صادق ست

یعنی خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت ان کے دشمنوں کی دشمنی کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی ہیں۔ پر یہ مصرع صادق ہے۔ کہ ع

تولا بے تبرا نیست ممکن

یعنی کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اس سے محبت ممکن ہی نہیں۔ وللہ الحجۃ الظاہرۃ۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا کہ حق گو حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کا احقاق حق و ابطال باطل فرمانا درحقیقت حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے خلق عظیم کا جلوہ اور اسی کا پرتو ہے۔ اور ان صلح کلی واعظوں کا مطلب خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے کفر و ارتداد پر پردے ڈالنا یا مومنین و منافقین مسلمین و مرتدین اہلسنت و مبتدعین سب کو راضی رکھ کر ان سب سے نذرانے وصول کرنا اور اپنے شکم کے دوزخ کو بھرنا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

انھیں صلح کلی واعظین میں سے چند ملاؤں نے خصوصاً پرانے سیانے نیچریوں نے

گانٹھ لئے ہیں۔ ان پھندتیوں کا پھانسا کہیں چھوٹتا ہے۔ جُبّے کا جال، دستار کا پیچ بدبلا ہے۔ یہ عمامے بھڑکا کر چغے پھڑکا کر مقدس ریش و سر ہلا کر کشادہ پیشانی پر سجدے کے گھٹے دکھا کر کچھ آیتیں حدیثیں سُنا کر ان کے ساتھ مثنوی شریف کے اشعار گا کر ہمدردیٔ انسانی محبت و وداد اتفاق و اتحاد کی ہانک کوکتے ہیں۔ یہ تینوں صورت حرام لفظ خواہی نخواہی دلکش و دل آویز ہیں۔ اور عوام کے بہکانے بھلانے کو بظاہر قرآن و حدیث کے دفاتر ان کی مدح سے لبریز انما المؤمنون اخوۃ سناتے ہیں اور کونوا عباد اللہ اخوانا پڑھاتے ہیں کہ تمام مومن بحکم قرآن کریم آپس میں بھائی ہیں اور اللہ کے سب بندوں کو حدیث شریف نے باہم بھائی بھائی بن جانے کا حکم دیا ہے۔ کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا۔ یعنی اے ایمان والو! سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو۔ اور جدا جُدا نہ ہو۔ کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ کبھی یوں وعظ فرماتے ہیں کہ بد مذہبوں سے جدائی میں عداوت و مخالفت چمکتی رہے گی۔ اس صورت میں ہدایت کی امید کیسی اور جب ایک جگہ ہم کو بد دینوں بد مذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع حاصل ہوگا تو رفتہ رفتہ یہ باتیں دفع ہو کر انھیں راہ راست پر لے آئیں گے۔ ؎

بہم دشمن بھی اک جا ہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے
یہ ہے مل بیٹھنا وہ شئے محبت ہو ہی جاتی ہے

کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ واذا رأیت الذین یخوضون فی ایتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ اور فرمایا ہے۔

اذا سمعتم ایت اللہ یکفر بہا و یستہزأ بہا فلا تقعد وا معھم حتی یخوضو!
فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔ ان آیتوں میں کافروں کے پاس بیٹھنے
کو خاص اس وقت منع فرمایا ہے جس وقت وہ اپنے جلسے میں اظہارِ کفر کر رہے ہیں.
اس تخصیص سے ثابت ہوا کہ جب ان کی مجلس اس برائی سے خالی ہو اس وقت ان کے
پاس بیٹھنا منع نہیں ہے. حدیث میں ہے اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب
تمہارے پاس کسی قوم کا عزت والا آئے تو ان کی عزت کرو۔ اور نزلوا الناس منازلھم
لوگوں کے ساتھ ان کے مرتبوں کے مطابق برتاؤ کرو. شرح شرعۃ الاسلام میں ایک
حدیث منقول ہے. مدارۃ النّاس صدقۃ یعنی لوگوں کے ساتھ مدارات کرنا بھی
صدقہ ہے۔ دیکھو عبد اللہ بن ابی منافق کو ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نے اپنے پاس بلا کر مشورے میں شریک کیا۔ یہ کیا اپنی مجلس کا منافق کو رُکن اس کو ایسا
معزز نہیں بنانا کہ عام صحابہ کرام بھی ان مشوروں میں شریک نہ ہو سکتے تھے
لہٰذا جس مجلس میں بدمذہب لوگ بھی رکن ہوں اس میں اہلسنّت کا شریک ہونا
حضور کا اتباع ہے۔ اس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی نہیں تو اور کیا
ہے۔ یہی سردارِ منافقین عبد اللہ بن ابی ایک غزوے میں مع اپنی جماعت کے چلا
اور حضور نے منع نہیں فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کے لئے مشرکین سے مدد نہیں چاہتے
بہت سے حدیث کی روایت کرنے والے بدمذہب اور فاسد العقیدہ تھے۔ اور جن
محدثین نے بدمذہبوں سے حدیثیں روایت کیں انھوں نے ان کو صدوق ثقہ کہہ کر
ان کی منقبت خوانی کی۔ ان کے اوصاف جلیلہ کا اظہار کیا تو کیا وہ محدثین بھی بدمذہب

ہو گئے۔ یہ سنی مولوی جس قدر اپنے مخالفین پر رد کرنے میں سختی کرتے ہیں اس قدر ان مخالفوں کا تشدد بڑھ گیا ہے۔ نہ یہ ان پر اس قدر سختی کرتے نہ وہ اس قدر سخت ہوتے۔ باقی اس رد سے نہ وہابیوں کا زور گھٹا نہ نیچری قادیانی وغیرہ نیست ونابود ہو سکے ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی اور امت کو کرنے کا حکم دیا۔ وہ حدیثیں جن سے بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کی مطلقاً ممانعت سمجھی جاتی ہے ان سے مقصود فقط ان کی تادیب و ترہیب ہے۔ اس زمانے میں بدمذہب سے قطع تعلق کر لینا وقت ملاقات ترشروئی سے پیش آنا تادیب نہیں گمراہی میں ڈالنا ہے بلکہ اوروں کے گمراہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ کسی عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لئے سب کلمہ گویان اسلام مل کر کوشش کریں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرہ سنت سے خارج ہو گئے۔ ہرگز نہیں اور جو دعویٰ کرے ثابت بھی کر دے۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صلح حدیبیہ کو بھی پیش نظر رکھے۔ اور مدینہ منورہ میں آکر غزوات و مصاف غزاۃ میں منافقوں کی شرکت کو بھی نظر کے آگے رکھے۔ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم تھا کہ فلاں منافق ہے۔ یہ سنی علماء تو خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ رسالہ بازی کیا کرتے ہیں۔

عرصہ گزرا کہ ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ سب مسلمان متفق ہو کر بتائیں کہ مسلمانوں کے تہتر مذہب میں مجھے کون سا مذہب اختیار کرنا چاہئے جس میں سب مسلمانوں کے نزدیک حقانی مسلمان سمجھا جاؤں۔ مجھے وہ اسلام پسند نہیں کہ اسلام کے جس مذہب کو اختیار کروں میں فقط اسی ایک مذہب والے مجھے حقانی مسلمان سمجھیں اور بہتر فرقوں کے مسلمان حقانی بالائے طاق

مسلمان بھی نہ سمجھیں بلکہ کافر کہیں اور کم از کم اپنے مذہب والوں سے بُرا تو ضرور ہی سمجھیں۔ کیونکہ اگر مجھے ایک ہی مذہب والوں کے خیال پر اعتبار کر لینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کفر پر بھی حاصل ہے۔ یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہیں۔ اگر مجھے اس کا ٹھیک جواب نہ ملا تو مسلمانو! یاد رکھو میرے کفر کا وبال قیامت میں تمام جہان کے مسلمانوں پر ہوگا۔ میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔ جواب کا انتظار ہے

یہ آپس میں لڑنے والے علماء بتائیں کہ وہ سنّی ہو یا رافضی یا خارجی یا وہابی کون سا مذہب اختیار کرے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا اور کون کون سے اسباب مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے۔ نہایت افسوس و حسرت سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں نے تباہ کیا اور یہی باہمی نا اتفاقی ان کی تباہی کا باعث ہوئی۔ وہ دن قریب آنے والا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کل اسلامی دنیا میں تمام فرقوں کا اتحاد اور سب مذہبوں کا اتفاق پھیل جائے گا اور آپس میں ان لڑنے والے مولویوں کا بھی پتہ نہ رہے گا۔ اسلام کی ضروری چیزوں میں سے اتحاد ایک وہ چیز ہے جس کے بغیر دنیوی و دینی برکات کا کچھ بھی حصہ نہیں مل سکتا۔ آج ہندو، آریہ، پارسی غرض ہر ایک قوم دنیا میں ترقی کی راہ پر دوڑی چلی جارہی ہے مگر مسلمان سب سے پیچھے ہیں۔

اقول وبحول اللہ وقوتہ احول وعلیہ ثم علی حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اعتمد واعول۔ یہ سب وہی مزخرفات و خزعبلات ہیں جو طائفۂ ندویہ آج سے تقریباً پچاس برس پہلے سنا چکا اور جبھی حضرات علمائے اہلسنت ناصرین سرکار رسالت علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیہم الصلاۃ والتحیۃ کا مقدس گروہ اپنے رسائل مبارکہ و کتب متبرکہ میں ان کی دھجیاں اڑا چکا۔ امتداد زمانہ کے باعث آج

ان تصنیفات مقدسہ کی عام اشاعت نہ رہنے کے سبب ان صلح کلیوں کو پھر انھیں تلبیسات کاذبہ کے پیش نظر کا موقع مل گیا۔ ہم انھیں کتب رد ندوہ سے ان اباطیل صلح کلیہ کا رد و ابطال اپنے برادران اہلسنت کے سامنے پیش کرتے ہیں

اوّلاً:- آیت کریمہ انما المومنون اخوۃ کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں (ترجمہ رضویہ) صلح کلیوں نے اپنے مدعائے باطل پر یہ آیت کریمہ تو پیش کردی مگر سنی مسلمانوں کو یہ نہ بتایا کہ محاورات قرآنیہ میں مومنین سے کیا مراد ہے۔

بات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ تک اسلام کی کامل ترقی دنیا کی وسیع آبادی میں اپنی برکتیں پھیلایا۔ کہ اس وقت تک تنزیل قرآن پر قتال ہوتا۔ معاملہ اسلام وکفر کا انفصال ہوتا۔ مومنین اہل حق اور کفار اہل باطل تھے۔ جب مؤمنین کہتے اہل حق ہی اس کے مصداق ہوتے۔ اسی محاورے پر قرآن اترا۔ حدیثیں آئیں تو جس قدر آیات مبارکہ واحادیث کریمہ میں مومنین ومسلمین کو آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ بھائی بھائی رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان سب کا یہی مفاد ہے کہ تمام اہل حق آپس میں متحد ومتفق رہیں۔ کوئی باطل راہ اختیار نہ کریں۔ اس وقت تک کان اس ناگوار صدا سے آشنا ہی نہ تھے کہ مدعیان ایمان بھی مہتدی وضال اور اہل حق واہل باطل کی طرف منقسم ہیں۔ مگر امیر المومنین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کی نسبت ارشاد ہو چکا تھا کہ تم جس طرح تنزیل قرآن پر قتال کروگے یوں ہی تاویل قرآن پر مدعیان ایمان بالقرآن کو قتل وپامال کروگے۔ ان متفرق فرقوں کے نام بھی سُنا دیئے۔ پتے بھی بتا دیئے۔ چنانچہ حسب وعدۂ صادقہ وہ دن سامنے آیا۔ آخر خلافت خاتم الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ظہور بدمذہبان نے منہ دکھایا۔ خارجی نکلے، رافضی نکلے، رافضیوں سے متعدد

فرقے اچھلے یہ سب کلمہ خواں تھے۔ مدعیٔ ایمان تھے۔ ہمارے کلمے کا دم بھرتے۔ ہمارے قبلے کو سجدہ کرتے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ان میں سے بہتوں کو کافر بھی نہ جانتے۔ گمراہ بددین و خاسر مانتے۔ مگر بایں ہمہ نہ ہمدردی سمجھی نہ اتفاق و اتحاد کی ترنگ سوجھی۔ نہ انما المومنون اخوۃ کا ان کو مصداق جانا۔ نہ کونوا عباد اللہ اخوانا کا یہ محل مانا۔ بلکہ انھوں نے اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے قتل و قتال و عذاب و نکال پر اجماع فرمایا۔ دست و زبان و سنان و لسان و بیان و بنان سے ان کا فتنہ مٹایا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ پہلے ہی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہی احکام فرما دیئے تھے۔ سب راستے بتا دیئے تھے۔ ان کے بعد جو جو آتش فتنۂ بدمذہبان زیادہ بھڑکتی گئی ان کے رد میں ائمہ دین و اولیائے معتمدین و علماء و مجتہدین کی کوشش چمکتی گئی۔ مجالس وعظ و محافل درس ان کے رد و تفضیح و طعن و تقبیح سے گونجتی رہیں۔ ہزاروں کتابیں ان کے توہین عقائد و تبین مکائد میں تالیف ہوئیں[۱]۔ جب زمانے نے دوسری طرف کروٹ بدلی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اہل حق حمایت مذہب حق میں اہل باطل کے ہاتھوں قید ہوئے تازیانے سہے مگر کبھی بھائی چارا نہ بھایا۔ اتفاق و اتحاد کا گیت نہ گایا۔ سلفاً خلفاً ہر قرن و طبقہ میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے لے کر حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی و شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اور ان کے بعد مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی مولانا فضل رسول صاحب بدایونی مولانا مولوی فضل حق خیرآبادی غرض ۱۳۱۱ھ تک علماء کا یہی داب رہا۔ ہمیشہ علمائے سنت نے بدمذہبی و بدمذہبان کے

۱؎ جب سیف دست سنت میں ہوئی جعدین درہم کی طرح بدمذہب کلمہ گو ذبح ہوتے رہے

ردو تفضیح کو اہم مقاصد سمجھا۔ اور واقعی اگر یہ مقدس گروہ ایسا نہ کرتا تو آج آزادی پسندوں کی طرح ہر شخص بجائے خود فرعون بے سامان ہو جاتا۔ ان کی انھیں مقبول کوششوں کی وجہ سے تو ان کی دواتوں کی روشنائی خونِ شہیداں پر غالب آئی۔ ان کی انھیں مقدس سعیوں نے تو ہمیں صراط مستقیم دکھائی۔ ۱۳۱۲ھ میں طائفہ ندویہ نے اپنا سر نکالا اور ان آیات مبارکہ واحادیث کریمہ کو تحریف معنوی کر کے بد مذہبوں لامذہبوں بددینوں بے دینوں کے ساتھ دوستی و مواخاۃ و اتحاد و موالات پر ڈھالا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ تبارک وتعالیٰ۔ ہمارے سنی مسلمان بھائی اتنا ہی سمجھ لیں اور ان صلح کلیوں کے فریب و مکر کو پرکھیں کہ ان کا یہ مدعائے باطل اگر معاذ اللہ صحیح ہو تو وہ سیکڑوں آیات مبارکہ اور ہزاروں ہزار قاہر احادیث و نصوص صریحۂ ائمہ قدیم و حدیث کہ بد مذہبوں سے اتحاد حرام اختلاط گناہ جو ان سے دوستی رکھے خود بد مذہب و گمراہ انھیں سلام نہ کرو[1]۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ پانی نہ پیو پاس نہ بیٹھو، ارتباط نہ کرو۔ وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ۔ مریں تو ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ ان سے دور بھاگو کہ کہیں تم خود گمراہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ ارشادات کثیرۂ جلیلہ سب کے سب عیاذاً باللہ تعالیٰ غلط و باطل ٹھہریں ولا یقول بہ مسلم ولا من یقول بہ مسلم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثانیاً۔ حدیث شریف کونوا عباد اللہ اخوانا کا مطلب بھی اسی تقریر سے واضح ہو گیا کہ تمام اہلسنّت اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپس میں بھائی بھائی رہیں۔ بلاوجہ باہم نزاع و نااتفاقی سے بچیں۔ ہر قسم کی بد مذہبی و گمراہی سے جو سبب نزاع ہے کامل پرہیز رکھیں۔

ثالثاً۔ آیت کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو سب مل کر آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (ترجمہ رضویہ)

---

[1] یا کلام نہ کرو

بالکل حق ہے۔ مطلب یہی ہے کہ سب راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ رافضی وخارجی غیرمقلد دیوبندی نیچری قادیانی صلح کلی ہوکر پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ فرقے چاہے سو ہوں سب ایک ہی بنے رہیں۔ جو صلح کلیوں کا ایمان ہے۔

رابعًا:۔ یوں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصّابرین ۝ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے۔ اور تمہاری بندھی ہوا جاتی رہے گی۔ اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمۂ رضویہ) بالکل درست اور صحیح ہے۔ مسلمانانِ اہلسنّت کا اس پر بھی ایمان ہے اور ان آیاتِ قرآنیہ پر بھی ایمان ہے۔ کہ ولیجدوا فیکم غلظۃ اور لا تاخذکم بھما رافۃ فی دین اللہ ولا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین ۝ اور لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ جن میں صاف ارشاد ہے۔ کہ کفار تم میں سختی پائیں اور تمہیں خدا کے دین میں ان پر محبت نہ آئے۔ ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ ظالموں کی طرف ذرا بھی جھکے اور جہنم میں پہنچے۔ ہمارے سنی مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ یہ لا تنازعوا فتفشلوا وغیرہ آیات وآحادیث سب بدمذہبی سے منع فرما رہی ہیں کہ اسباب منازعت نہ پیدا کرو یا باہم اہلسنت میں (کہ زمانۂ رسالت میں مومنین انھیں میں منحصر تھے) بلاوجہ نزاع اور نااتفاقی سے ممانعت فرما رہی ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رافضی خارجی غیر مقلد دیوبندی نیچری خاکساری بابی بہائی، قادیانی چکڑالوی سب نکلتے آئیں۔ تمہارے پیشواؤں کو مغلظات سنائیں۔ طرح طرح سے تمہارا دین مٹائیں۔ مگر سنیو! خبردار تم ان سے شیر و شکر ہی رہو۔ اچھا جانے دو یوں ہی سہی کہ یہ احکام عام ہیں۔ تو اہلسنت کیا ان

سے خارج ہیں۔ ان سے نزاع ان سے عناد انھیں برا کہنا ان سے رسالہ بازی کرنا کیوں کر صلح کلی لیڈروں صلح کلی ایڈیٹروں صلح کلی واعظوں کا دھرم ہو گیا مگر یہ کہئے کہ آیات واحادیث میں جتنی تاکیدیں اتفاق واتحاد کے متعلق ہیں سب سے مراد یہی روافض خوارج، دیابنہ، نیاچرہ، قادیانیہ، خاکساریہ، چکڑالویہ وغیرہم مرتدین ومبتدعین ہی ہیں۔ سنی تو ہر طرح عداوت وبغض وتبرا کے مستحق ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

خامساً۔ بدمذہبوں گمراہوں کے ساتھ مجالست ومخالفت ومصاحبت میں اگر ان کے ہدایت پا جانے کا ایک احتمال ہو تو دوسرا پہلو یہ بھی تو ہے کہ ان کی صحبتیں ان کی ملاقاتیں۔ ان بھولے بھالے سنی مسلمانوں میں وہی ڈھنگ پیدا کریں۔ وہی گھاتیں یہ بھی معاذاللہ وہی رنگ لے آئیں وہی باتیں جیسا کہ ندوے کا واقعہ گاندھی کی آندھی کا تجربہ اور ہمارے زمانے کی نام نہاد مسلم لیگ کا اتحاد ومخالطہ اس پر شاہد عدل ہے اور فرمان الٰہی انکم اذا مثلھم کہ بیشک اس وقت تم بھی انھیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اس امر پر قول فیصل ہے۔ پھر بحکم عقل ونقل ایسے اندیشۂ مفاسد سے احتراز فرض۔ بلکہ زمانے کی حالت فتنے کی کثرت پر نظر کرکے تو ان صلح کلیوں کے اس مرکوز خاطر کو جو فقط برائے گفتن ہے مضمون بعید بلکہ ابعد اور اس گزارش کو قریب تر خیال کرنا ضروری ہے۔ بیشک بدمذہبوں کی محبت بدمذہب بنا کر رہتی ہے۔ رباعی

از ہمنفسان ناموافق بگریز! — از دوست نمایان منافق بگریز
چوں شب سیاست ظاہر و باطن شان — از ظلمت شب چو صبح صادق بگریز

اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ اس پہلو دار مسئلے میں شریعت مطہرہ نے کس پہلو پر

نظر فرمائی کسے نظر انداز کیا۔ ہمارے بہی خواہ ہمارے رؤف ورحیم ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہمارے رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ واکرام التسلیم نے یہی فرمایا کہ لا تجالسوھم ان کے پاس نہ بیٹھو۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقدس خیال میں یہ بات نہ آئی کہ ہمارے میل جول سے بد مذہب ہدایت پائیں گے راہ راست پر آئیں گے۔ نہیں منع فرمانا اس قبیل سے تھا کہ جس طرح شفیق باپ اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں بد معاشوں کی صحبت سے روکے۔ پھر جس نے اپنے مہربان باپ کی نصیحت پر کاربندی کی دو جہان میں نفع پایا اور زمانے نے بھی اسے سعادت مند وخلف کہہ کر یاد کیا۔ جس نے خلاف کیا دارین میں نقصان اٹھایا۔ ناخلف آوارہ واہی ناکارہ کہلایا۔ سب جانے دو فرض کیا کہ صلح کلیوں کا یہ عذر معمولی قابل مقبول ہے مگر اس عذر نے کیا یہ بھی جائز کر دیا تھا کہ بد مذہبوں کو مسند وعظ پر بٹھایا جائے۔ ان سے لیکچر کہلوایا جائے ان کے مدح وستائش دینی کا گیت گایا جائے۔ ان کی تعظیم عظیم سے رب عظیم کا عرش ہلایا جائے۔ وہ صریح کفریات وضلالت علانیہ بکیں۔ انھیں شربت کے سے گھونٹ بنا کر نوش جاں فرمایا جائے۔ شیر مادر ٹھہرایا جائے اور جو غربائے اہلسنت بحکم شریعت ان کلمات کفر وضلالت پر اعتراض کریں تو انھیں ترقی قوم وآزادی وطن کا مخالف ودشمن بنایا جائے۔ ملک میں ان حامیان دین وملت کے خلاف اخباروں کے کالموں ہنڈالوں کے پلیٹ فارموں پر پروپیگنڈوں کا طوفان بے تمیزی اٹھایا جائے یہ کون سی دیانت ہے۔ یہ کس قسم کی صلحکلیت ہے للہ للہ للہ ذرا تو کلمہ اسلام کا پاس کرو۔ کچھ تو خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ڈرو۔ وَاللہ ھو الموفق بالخیر۔

سادساً۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں۔ لاتجالسوا اھل القدر ای لا تواد وھم ولا تحابوھم فان المجالسۃ ونحوھا من المماشاۃ من علامات المحبۃ وامارات المودۃ فالمعنی لاتجالسوھم مجالسۃ تانیس وتعظیم لھم لانھم اما ان یدعوکم الی بدعتھم بما زینہ لھم شیطانھم من الحجج المموھۃ والادلۃ المزخرفۃ التی تجلب من لم یتمکن فی العلوم والمعارف الیھم بباد الرائی واما ان یعود الیکم من نقصھم وسوء عملھم ما یوثر فی قلوبکم واعمالکم اذ مجالسۃ الاغیار تجر الی غایۃ البوار ونھایۃ الخسار ولا ینافی اطلاق الحدیث تقیید الایۃ فی المنافقین حیث قال اللہ تعالیٰ فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہٖ فلم ینہ عن مجالستھم مطلقاً والایۃ تحمل علی من امن فلا حرج علیہ فی مجالستہٖ لھم لغیر التانیس والتعظیم مالم یکونوا فی کفر وبدعۃ وکذا اذا خاضوا وقصد الرد علیھم وتسفیہ ادلتھم ومع ذالک فالبعد عنھم اولیٰ والاجتناب عنھم احریٰ یعنی حدیث شریف میں جو یہ ارشاد ہوا کہ قدریوں وغیرہم بدمذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اس سے مراد یہی ہے کہ ان سے محبت ومودت نہ رکھو۔ اس لئے کہ ایک جگہ اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دوستی کی نشانی اور محبت کی دلیل ہے۔ تو حدیث کے یہ معنیٰ ہوئے کہ اس طرح ان کے پاس نہ بیٹھو جس سے تم کو ان سے موانست ہوجائے یا ان کی تعظیم کرنا پڑے۔ اس لئے کہ جب تم ان کے پاس اس طرح بیٹھو اٹھوگے تو وہ تم کو اپنے مذہب کی دعوت

دیں گے اور ان کے شیطان نے جو مزخرفات ان کو سکھا دیئے ہیں وہم میں ڈالنے والے دلائل پڑھا دیئے ہیں وہ تمہارے سامنے پیش کریں گے اور جن کو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہیں ہوتی ہے وہ ان کے مذہب کی طرف میلان کرجاتے ہیں۔ اور ریا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کی برائی تمہارے دلوں میں سرایت کر جائے گی۔ اس لئے کہ غیروں کے پاس اٹھنا بیٹھنا آخری مرتبے کی ہلاکت اور انتہائی درجے کی بربادی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حدیث شریف میں بدمذہبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی حرمت کے لئے ارشاد فرمائی کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اور باتوں میں مشغول ہوجائیں تو ان کے ساتھ نشست و برخاست کو علی الاطلاق منع نہ فرمایا۔ اس لئے کہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس کو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہ ہوگی وہ بدمذہبوں کی مجالست سے ان کا ہم خیال ہوجائے گا۔ اور اس کو مطلقًا ان کے پاس بیٹھنا ممنوع و ناجائز ہے۔ اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھتا ہو وہ اگر بدمذہبوں کے پاس بیٹھ جائے تو قباحت نہیں۔ مگر اسی شرط سے کہ ان کی تعظیم نہ ہو ان سے موانست نہ کی جائے اور وہ کوئی کلمۂ کفر و بدمذہبی کا بھی نہ کہتے ہوں یا ان کا رد کرنے اور ان کے دلائل کی خرابیاں معلوم کرنے کی غرض سے ان کی مجلس میں شریک ہوں اور اگر خاص علمائے کاملین عوام سے الگ مبتدعین و کفار کو اپنی مجلسوں میں آنے سے نہ روکیں اور بدمذہبوں مرتدوں کی تعظیم و تانیس سے بھی وہ مجالست خالی ہو تو ایسی مجالستِ خاص ان کے حق میں اگرچہ

لہ سے مطلقًا منع فرمانا آیت کی اس قید کے منافی نہیں جو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے

مطلقاً ممنوع نہ ہوگی مگر پھر بھی بہتر اور سزاوار تر یہی ہے کہ ان سے دور را ور مجتنب ونفور رہیں۔ ہمارے سنی بھائی غور فرمائیں کہ علمائے علوم و معارف میں کامل دستگاہ رکھنے والے جن لوگوں کے لئے بدمذہبوں کی مجالست کولاحرج کہا ان کے واسطے بھی لغیر التانیس والتعظیم کی قید لگادی کہ بدمذہبوں سے موانست نہ کی جائے ان کی تعظیم نہ کرنی پڑے۔ پھر کیا یہ صلح کلی واعظین گانگریس واحرار ولیگ وخاکسار و نیاچرت، کفار و روافض بداطوار وخوارج نابکار وغیرہم مرتدین اشرار ومبتدعین ناہنجار کے جن جلسوں کانفرنسوں میں شرکت کو جائز بتارہے ہیں ان میں مرتدوں بدمذہبوں کی قولی وفعلی تعظیم وتانیس نہیں کی جاتی ہے۔ کیا اگر کوئی شخص ان کانفرنسوں میں ان کے مبتدعین و مرتدین صدور وناظمین وارکین کی تعظیم وتانیس سے قولاً وفعلاً ہر طرح اجتناب کرے اس کو ان سیولائزڈ غیر مہذب وحشی کہہ کر شور نہیں مچایا جاتا ہے علمائے مالم یکونوا فی کفر وبدعۃ کی قید لگائی یعنی اس مجالست میں وہ مبتدعین کسی قسم کی بدمذہبی یا بے دینی کا کلمہ بکنے سے قطعاً احتراز رکھیں۔ پھر کیا ان لیکچروں اسپیچوں میں کفریات و ضلالت نہیں بکے جاتے۔ کیا سنی کہلانے والے صلح کلی حضرات ان پر سکوت محض وخاموشی مطلق کی نہیں ٹھہراتے۔ معہذا تفسیر مظہری میں ہے۔ حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ ای غیر الاستھزاء فحینئذ لاباس بمجالستھم لضرورۃ دعت ومن غیر ضرورۃ یکرہ مجالستھم مطلقا وقال الحسن لا یجوز مجالستھم وان خاضوا فی حدیث غیرہ۔ یعنی جب وہ اپنے کلمات کفریہ کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں تو اس وقت بھی بضرورت ان کے پاس بیٹھنے میں مضائقہ نہیں۔ اور بلاضرورت ان کے پاس بیٹھنا

مطلقاً مکروہ ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان کے پاس بیٹھنا کسی طرح جائز نہیں اگرچہ وہ کفریات کے سوا اور باتوں میں مشغول ہوں۔
وللہ الحجۃ السامیۃ۔

سابعاً وثامناً :- اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ اور انزلوا الناس منازلھم کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بدمذہبوں مرتدوں سے کہہ دیا جائے کہ ہم تم کو مذہبی حیثیت سے برا نہیں سمجھتے تکفیر درکنار بلکہ تضلیل بلکہ تفسیق بلکہ تمہاری اہانت بھی جائز نہیں۔ تمہارے اوہام فاسدہ کا دفع کرنا اسلام کی دشمن قوم سے غداری ملک کی بدخواہی ہے۔ ان کا مفاد تو صرف اسی قدر ہے کہ اگر کسی فرقے کا کوئی شخص خود تمہارے پاس آئے تو اس سے مدارات کرو۔ پھر علمائے اہلسنّت یہ کب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی رافضی وہابی نیچری خود ہی تمہارے پاس چلا آئے تو تم اس بات سے نہ کرو منہ نہ دیکھو۔ مدارات نہ کرو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کو اصرار کرکے نہ بلاؤ۔ ان کو دینی پیشوا ٹھہرا کر ان کو وعظ و بیان کی اجازت نہ دو۔ مداہنت نہ کرو۔ اپنے پیارے دوست مذہب اہلسنّت کے دشمن نہ بنو۔ اس کو اور جھوٹے مذہبوں کو یکساں نہ سمجھو۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اگر تمہارے جلسے میں کوئی بدمذہب چلا آئے تو اس کو دھکے دے کر نکال دو۔ یا اس کو ہدایت نہ کرو۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ صلح کلی واعظین حسن خلق و مدارات اور دہن و مداہنت میں فرق نہیں ٹھہراتے۔ اگر ہمارے پاس بدمذہب چلے آئیں تو ہم پر یہ ضروری نہیں کہ انھیں دھکے دے کر نکال دیں لیکن یہ کیوں کر جائز ہو سکتا ہے کہ باصرار تمام بلا کر اپنی دینی مجلس کا ان کو رکن قرار دیا جائے۔ مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بٹھا کر ان

سے وعظ کہلوایا جائے وہ اس میں جو اپنی مذہبی خباثتیں ظاہر خلط کریں ان پر خاموشی کی جائے۔ خاموشی کیسی اجازت دی جائے۔ اجازت کہاں کی خود اشاعت کی جائے۔ مذہبی پیشوا رکن اسلام قائد ملت وغیرہ دیگر القاب سے ان کا ذکر کیا جائے اس بیان کے ساتھ مرقاۃ کے باب الحذر الثانی فی الامور میں حدیث شریف والتودد الی الناس کے متعلق ملا قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان بھی ملاحظہ ہو کہ فرماتے ہیں ای التحبب الی المؤمنین الصالحین یعنی حدیث میں جو فرمایا کہ لوگوں سے وہ برتاؤ کرنا جس سے ان کے دل میں اپنی محبت پیدا ہو۔ اس میں لوگوں سے مراد مومنین صالحین ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس شرح کی روشنی میں انزلوا الناس منازلھم اور اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ کا مطلب تو بالکل ہی صلح کلیت کا منافی ومنافی ہے کہ کسی قوم کے بھی مومنین صالحین کا کوئی عزت والا تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو اور مومنین صالحین کا کوئی عزت والا تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو اور مومنین صالحین میں سے ہر شخص جس رتبے جس منزلت کا ہو اسی کے موافق اس کے ساتھ برتاؤ کرو۔ مگر دقت تو یہی ہے کہ بے چارے مومنین صالحین کے بھلے کی تو ان صلح کلیوں کو کوئی سوجھتی ہی نہیں۔ جہاں تک فائدہ پہنچ سکے وہ ان کے وہابی رافضی نیچری بھائیوں کو اور ان کے مذہب کو پہنچے و بس۔

تاسعًا۔ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم اپنی تصانیف مقبولہ در رد ندوہ مخذولہ میں مدارات کے معنی اور مدارات ومداہنت کا فرق طائفہ ندویہ کو بار بار سمجھا چکے ہیں۔ مگر صلح کلی واعظین عوام مسلمین کو منا

وگمراہی میں گرفتار کرنے کے لئے یہی مسئلہ پیش کر دیتے ہیں۔ حالاں کہ اہلسنت کو حسن خلق و مدارات سے ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ حضرات صلح کلیہ اپنے تقیہ صریحہ وضلالات قبیحہ کو مُدارات کے پردے میں جائز بتانے اور عامۂ مسلمین کو بہکانے کے لئے احادیث اقوال وافعال سلف بیان کر دیتے ہیں۔ جن میں حسن خلق و مدارات کا ارشاد ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ صفحہ ۴۳۷، و ۴۳۸ پر فرماتے ہیں۔

اکثر مردم را در میان مدارات وحسن خلق و در میان مداہنت فرق واضح نہ شدہ۔ مدارات وحسن خلق با ہر مسلمان وکافر در شرع محمود ست ومداہنت و خوشامد معیوب ومردود ویکے را از دیگرے امتیاز نمی کنند و در مقام حسن خلق از تکا مداہنت می نمایند وتنقیح فرق درمیان ایں ہر دو آنست کہ مدارات وحسن خلق عبارات از مسامحت در حق خود ست وبہ نفسانیت کار نکردن وخود را واجب التعظیم نہ دیدن واز تقصیرے کہ در حق خود رود درگذشتن ومداہنت عبارت از مسامحت در امر دین است وباوجود دیدن وشنیدن امور نامشروعہ واقوال نامرضیہ تعصب نہ کردن و دین خود را سبک داشتن واز حق واجب شرع و دین درگذشتن مثلاً اگر شخصے ایں کس را سخت گفت یا ترک تعظیم نمود در غضب نیامدن وبا وے درپے انتقام نشدن بلکہ سلوک نیک کردن از قبیل حسن خلق و مدارات است واگر شخصے حرکتے مخالف شرع کرد یا ترک تعظیم دین نمود با وے موافقت نمودن واظہار ناخوشی نہ کردن وسخن او را رد نہ کردن از باب مداہنت وخوشامد است۔ یعنی بہت سے لوگوں کو حسن خلق و مدارات اور دین و مداہنت کے درمیان فرق واضح نہیں ہوا ہے۔ مدارات اور حسن خلق تو ہر مسلمان اور

کافر کے ساتھ شریعت مطہرہ میں پسندیدہ ہے۔ اور مداہنت وچاپلوسی عیب اور مردود ہے۔ لوگ ایک کا دوسرے سے امتیاز نہیں کرتے ہیں۔ اور حسن خلق کے ضمن میں مداہنت کر گزرتے ہیں۔ اور دونوں کے درمیان فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مدارات وحسن خلق کے معنے تو یہ ہیں کہ اپنے حق میں سہل انکاری برتیں اور نفسانیت کی بناء پر کام نہ کریں اور اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق میں کسی سے جو قصور ہو جائے اسے معاف کر دیں۔ اور مداہنت کے معنیٰ یہ ہیں کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کریں اور جو باتیں شرعًا ناجائز وناپسند ہیں ان کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کریں اور اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں اور دین وشریعت کا جو حق واجب ہے اس سے درگزر کریں۔ مثلاً اگر کوئی شخص خود اس کو سخت وسست کہے یا اس کی تعظیم نہ کرے تو غصے میں نہ آنا اور اس سے انتقام لینے کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ اچھا سلوک کرنا یہ تو حسن خلق ومدارات کی اقسام میں سے ہے۔ اور کوئی اگر شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرے یا دین کی بے تعظیمی کرے تو اس کے ساتھ موافقت کرنا اور ناراضی ظاہر نہ کرنا اور اس کی بات کا رد نہ کرنا یہ مداہنت کی اقسام میں سے ہے۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مدارات تو مسلمانوں بلکہ فاسقوں بلکہ کافروں کے ساتھ بھی بہتر ہے۔ مگر مداہنت حرام وناجائز ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مدارات ومداہنت کے درمیان جو فرق بیان فرمایا اسی سے واضح وروشن کہ آج کل بدمذہبوں بددینوں لامذہبوں بے دینوں کی کمیٹیوں کانفرنسوں میں جو سنّی کہلانے والے صلح کلی حضرات شریک ہوتے اور عوام اہل اسلام کو اسی شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس شرکت میں یقینًا شدید وبعید مداہنتیں ہوتی ہیں مگر یہ واعظین صلح کلیت ان کی پردہ پوشی لفظ مدارات وحسن خلق سے کرنا چاہتے ہیں۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

عاشرًا۱۰۔ جب عبد اللہ بن ابی منافق اپنے آپ کو مسلمان اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دوست ظاہر کرتا تھا۔ پھر اگر بقصدِ تالیف اس کو شریکِ مشورہ کر لیا گیا تو صلح کلی حضرات اس پر کیا خوشی کر سکتے ہیں اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب تک ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ الحاد و ضلالت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اتباع اور اس کے ابطال کو کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی بتانا کیسی کھلی ہوئی نیچریت وضلالت ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے یہ بھی فرمایا تھا کہ تو بھی حق پر ہے۔ راہِ راست پہ ہے۔ تیری اہانت اسلام کی اہانت قوم کے ساتھ غداری ملک کی بدخواہی ہے۔ کیا معاذ اللہ اس مجلس مشاورت میں بھی اس نے خلاف شریعت مطہرہ کوئی کلمہ بکا تھا جس پر خاموشی اختیار کی گئی تھی۔ کیا اس سے اقوال تانیس کہے گئے تھے۔ کیا اس سے افعالِ تعظیم برتے گئے تھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ونعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ پھر منافقین کو دربارِ دُربارِ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رکن اور ایسا مخصوص بتانا کہ صحابہ بھی اس سے محروم ہوں۔ اور دربارِ رسالت میں ان کو معزز ٹھہرانا کسی جاہل بلکہ اجہل مسلمان کا بھی کام نہیں۔ افسوس کہ جب ایسے خیالات والے صلح کلی حضرات واعظین قوم کی کشتی کے ناخدا ہیں۔ پھر بیچ منجدھار میں غرق نہ ہونے کی کیا وجہ۔ جب ایسی اوندھی مت والے قوم کے ہادی ٹھہریں پھر خلقت کیوں گمراہ نہ ہو۔

خیر اس قدر اور بھی سن لیجئے کہ ان کمیٹیوں کانفرنسوں میں سے کسی کمیٹی کسی کانفرنس کے اراکین اگر ظاہری میں یہ اقرار کر لیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی تھیں ہم اب توبہ کرتے ہیں اور روافض وخوارج وہابیہ دنیا چرہ مسلم لیگیہ وخاکساریہ وگاندھویہ واحراریہ

دیگر الویہ وقادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین جو اس کمیٹی کانفرنس میں شرکت و رکنیت رکھتے ہیں، سب کے سب کہہ دیں کہ ہم اب تائب ہو کر سنی مسلمان ہوتے ہیں۔ تو پھر جب تک اس اقرار کا منافی کوئی قول و فعل ان سے ظاہر نہ ہوگا ہم بھی خاص کمیٹی اس کانفرنس کی شرکت و رکنیت و امداد و اعانت پر اعتراض نہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق

حادی عشر:۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت میں شراب نوشی جہاں تک نشہ نہ لائے جائز تھی یا قبلہ بیت المقدس تھا۔ بعد کو شراب مطلقاً حرام کر دی گئی۔ کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آگیا۔ اب اگر یہ صلح کلی واعظین شراب نوشی کے جواز کا فتویٰ دیں یا کعبے سے پھر کر پھر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور دلیل میں معمول سابق پیش کریں تو کیا وہ الزام سے بری ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں بس یہی حال صلح کلی واعظین کی اس دلیل کا ہے کہ ایک وقت میں منافقین کو بھی اجازت تھی کہ لشکر ظفر پیکر کے ساتھ ساتھ چلیں اور جہاد میں شریک رہیں۔ گو جہاد کا ثواب نہ پائیں بلکہ منافقین کے جنازے کی نماز بھی خود حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پڑھاتے تھے لیکن یہ حالت ایک خاص زمانے تک محدود رہ کر منسوخ ہو گئی۔ جہاد میں ساتھ لے چلنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ان کے جنازے کی نماز بھی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ پڑھی۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں موجود ہے فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ اے منافقو اب تم ہرگز میرے ساتھ سفر نہ کرنا اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن پر جہاد نہ کرنا۔ اور آیۂ کریمہ ملاحظہ ہو۔ وما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب یعنی اللہ مسلمانوں کو اس حالت پر ہرگز نہ چھوڑے گا بلکہ گندوں کو ستھروں سے ضرور الگ کر دے گا۔ اور آیت کریمہ ملاحظہ ہو ولا تصل

علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہٖ یعنی ان منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے اس پر نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو انھم کفروا باللہ ورسولہٖ بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔ تو اس منسوخ شدہ امر کو سند بنا کر پیش کرنا اور قرآن عظیم وحدیث کریم کی نصوص صریحہ سے منہ پھیرنا صلح کلی حضرات واعظین ہی کو مبارک رہے۔ حضرات اہلسنّت کثرھم اللہ تعالیٰ ونصرھم دنیوی لالچ اور نفسانی طمع پر ایک جدید شریعت ہرگز قائم نہیں کرسکتے

ثانی عشر: بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اس سے روایت کرنے میں بہت کچھ اختلاف وتفصیل ہے۔ حضرت ملک العلماء بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں۔ وفی البدعۃ الجلیلۃ القبول عند الاکثر غیر محققی الحنفیۃ وھو المختار عند من تلاھم خلافا للآمدی من الشافعیۃ ومن تبعہ والامام مالک ومعظم الحنفیۃ وھو المختار عند ھذا العبد۔ جس راوی کی بدمذہبی ظاہر ہو لیکن حد کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو اس کی حدیث کا قبول کیا جانا محققین حنفیہ کے سوا اکثر محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اور ان محدثین کے جو متبعین ہیں ان کے نزدیک یہی مختار ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے علامہ آمدی اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکثر حنفیہ اس کی حدیث کو قبول کرنے کے خلاف ہیں۔ ان کے نزدیک جس بدمذہب کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ اس کی حدیث کو قبول کرنا بھی جائز نہیں اور اس بندے (بحر العلوم) کے نزدیک یہی مختار ہے۔ اس مسئلے کے دونوں پہلوؤں کے دلائل اور عدم قبول کے مختار ہونے کی تفصیل فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت للعلامۃ بحر العلوم میں ملاحظہ ہو۔ جب بعض محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو لیا کہ بدمذہب